مختصر سوانح حیات جو بخاری شریف کی شرح الخیر الساری کی ابتداء میں شامل کیے گئے ہیں وہ یوں ہیں۔
پیدائش وابتدائی تعلیم: آپ حاجی نبی بخش بن اکبر دین بن ابراہیم کے ہاں ستمبر ۱۹۲۶ء کو چک نمبر ۲۵۱ گ۔ب اوگی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پیدا ہوئے خاندانی طور پر آرائیں قوم سے تعلق تھا پانچ برس کی عمر میں اپنے دیہاتی گاؤں میں عصری تعلیم کا آغاز کیا پرائمری تک پڑھنے کے بعد لوئیر مڈل اور مڈل کی تعلیم بالترتیب چک نمبر ۱۸۲ اور چک نمبر ۱۷۶ کے سکولوں سے حاصل کی اسی دوران قرآن پاک ناظرہ کی تکمیل کا شرف بھی حاصل کیا عصری تعلیم کے دوران اس زمانہ میں فارسیات کا غلبہ تھا جسکی وجہ سے فارسی میں خوب مہارت پائی
دینی علوم کی ابتداء: دینی تعلیم کا باقاعدہ آغاز حضرت مولانا فتح دینؒ جو کہ معروف عالم دین ،علامہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد خاص حضرت مولانا محمد انوریؒ کے والد تھے کی ترغیب دلانے پر گاؤں ہی کی مسجد میں فاضل مظاہر العلوم سہارنپور مولانا عبدالمجید نورنگ پور سے کیا مبادیات سے کنز الدقائق تک ان سے پڑھیں
جالندھر خیر المدارس سے کسب فیض: بعد ازاں کے بعد مذکورہ الصدر علماء کے سفارشی خطوط لیکر ۱۹۴۴ء میں مولانا خیر محمد جالندھری کے ہاں مدرسہ خیر المدارس جالندھر پہنچے جہاں داخلہ لیکر چار برس تک وہاں کے مشفق اساتذہ کے زیر سایہ شرف تلمذ حاصل کیا وہاں ہدایہ اولین ،مطول ،ملاحسن اور آثار السنن وغیرہ کی کتب پڑھیں، تقسیم ہند کے بعد جب حضرت مولانا خیر محمد ملتان تشریف لائے اور اسی قدیم نام سے مدرسہ قائم فرمایا تو یہ ہونہار شاگرد اپنے مربی کی آمد کی اطلاع ملتے ہی انکے دامن شفقت میں پہنچ گئے۔
تکمیل علوم ،فراغت واساتذہ: دو سال میں تکمیل علوم کر کے ۱۳۶۸ھ کو فارغ التحصیل ہوئے بخاری شریف حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ،ترمذی وابوداؤد شریف حضرت مولانا عبدالرحمان کامل پوری مسلم شریف مولانا مفتی عبداللہ ڈیروی نسائی وموطائین اور ابن ماجہ حضرت مولانا عبدالشکور کامل پوری سے کسب فیض کیا۔
خیر المدارس میں طویل تدریسی ودیگر خدمات: سن ۱۳۶۹ھ کو آپ نے معقولات کے تخصص میں دوبارہ اپنے مادر علمی میں داخلہ لیا تو اسی سال خیر المدارس میں بطور معین مدرس تقرر عمل میں آیا پہلے سال آپ تعلیم کیساتھ ساتھ تین اسباق بھی پڑھاتے تھے اگلے سال ۱۳۷۰ کو مستقل مدرس کے طور پر ۶۰ روپے مشاہرہ کے ساتھ مقرر ہوئے طویل تدریسی خدمات کے دوران خیر المدارس میں ۱۰ برس تک دارالاقامہ کے نگرانی کے فرائض بجالائے اسی طرح دس برس تک دارالافتاء میں مسند افتاء کو رونق بخشی موجودہ مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کے دور اہتمام میں ۱۰ برس تک خیر المدارس کے نظامت کے فرائض بطریق احسن نبھاتے رہے۔تقریبا ۲۸ برس تک بحیثیت شیخ الحدیث بخاری شریف کا درس دیا تقریبا سات دہائیوں (ستر برس) تک اپنی مادر علمی میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد یہ سورج گذشتہ دنوں غروب ہوچلا۔

حضرت مولانا عبدالمجید حقانیؒ

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل، صوفی منش بزرگ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے تلمیذ خاص مولانا عبدالمجید ۲۲ فروری ۲۰۱۶ء بشب پیر بوقت تہجد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے إن للہ ما اخذو ما اعطیٰ مرحوم فنافی اللہ متواضع، سنت پر ہر حال میں عمل کرنے والے اور اپنی مادر علمی سے والہانہ محبت رکھنے والی شخصیت کے حامل تھے نماز جنازہ دو بجے گوہاٹی صوابی کے قریب موضع باچائی میں احقر کی امامت میں ادا کیا گیا جس میں گردونواح کے سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔

پیدائش وخاندانی پس منظر: آپ کی پیدائش ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ موضع قدرہ گدون میں مولانا عبدالحکیم کے گھر میں ہوئی آپ کے دادا حاجی احمد گل موضع شاہ منصور کے ایک مسجد میں خطابت کے فرائض بجا لانے پر مامور رہے، انتقال کے بعد عقیدت مندوں کی خواہش پر تدفین بھی وہی کی گئی آپ کے ایک جد امجد مولانا حمید گل بہت بڑے عالم گزرے ہیں جو مہوڈھیری میں رہائش پذیر تھے "قضائے عمری" کا رواج اس زمانہ میں عام تھا انہوں نے اپنے وقت کے بڑے گدی نشین پیروں کے ساتھ اس کے بطلان پر مناظرہ کیا اور غلبہ پایا اس حق کی پاداش میں مقامی خوانین کے ذریعہ انہیں علاقہ بدر کیا گیا سو آپ پھر کوہاٹ میں آباد ہوگئے وہیں پر ان کا مرقد مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

تعلیم، فراغت، قادیانیت کا تعاقب اور دیگر دینی خدمات: مولانا عبدالمجید نے اپنے دینی تعلیم کی ابتداء پشاور کے قدیم مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی سے کیا پھر سوات کے مختلف علاقوں میں ایک عرصہ تک جید علماء سے کسب فیض پایا اور بالآخر دارالعلوم حقانیہ میں ۱۳۶۹ھ کو داخلہ لیکر تحصیل علم میں مگن ہوئے ۱۳۷۳ھ کو فراغت پائی تفسیر میں حضرت مولانا عبدالہادی شا منصور اور حضرت مولانا محمد طاہر پنج پیر ہر دو اساتذہ سے استفادہ کیا۔ تصوف وسلوک میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے بیعت ہوئے، عملی زندگی میں موضع فردوس آباد، جہانگیرہ اور باچائی وغیرہ میں آپ نے ایک طویل عرصے تک لوگوں کی دینی رہنمائی اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض انجام دیئے۔ صوابی اور مردان میں قادیانیت کا تعاقب کرنے والی شخصیات میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ ایک دفعہ کسی مقامی قادیانی خان کی وفات پر اس کے ورثا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسے پاؤں میں رسی باندھ کر کھینچے تاکہ لوگ اس کے غلط عقیدے پر متنبہ ہو۔ پاکستان ٹوبیکو کے سابقہ ڈائرکٹر نواب محمد سلیمؒ (جو پیر طریقت نواب عشرت علی خان قیصرؒ کے چھوٹے بھائی تھے) نے قادیانیت کے آپریشن اور اس شجرہ خبیثہ کے رد میں مولانا عبدالمجید صاحبؒ سے بھرپور استفادہ

کیا۔یاد رہے کہ نواب مذکور امریکہ میں ختم نبوت کے بڑے معاون تھے ان کی دعوت پر وہاں بہت سارے لوگوں نے قادیانیت سے رجوع اور توبہ کیا۔ایک دفعہ عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے پاس دو ساتھیوں عبدالغفور اور قاری حسین خان کو بیعت کروانے لائے تو شیخ الحدیثؒ نے بیعت کرنے والے حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عبدالمجید تو ولی اللہ ہے اس سے بیعت کرنی چاہئے تھی قارئین اس سے مرحوم کی عظمت وکمال معلوم کرسکتے ہیں آج ہم اس دُرّ یکتا سے محروم ہوگئے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے بارے میں تاثرات: ایک مرتبہ احقر نے آپؒ سے دادا جان کی شخصیت کے بارے میں ان سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ صاحب کشف انسان تھے جب ہم ان سے پڑھتے تھے تو ان کی درسگاہ میں یہ ضابطہ تھا کہ دوران درس کوئی سوال نہیں کرسکتا تھا ایک دفعہ میرے دل میں کوئی سوال آیا اور پھر میں نے اپنے دل میں ہی خود سے کہا کہ اگر میں سوال کروں گا تو ضابطہ کی خلاف ورزی ہوگی اور اگر نہ کروں تو درس کے اختتام پر بھول جاوں گا اس پر شیخ الحدیثؒ نے اسی وقت میری طرف دوران درس متوجہ ہوکر کہا کہ عبدالمجید اس ضابطہ سے مستثنٰی ہے۔فرمایا کہ ایک دفعہ کھیرے کی کئی بوریاں کوئی زمیندار شیخ الحدیث کے پاس ہدیۃً لایا تھا تو میرے دل میں آیا کہ ایک بوری مجھے بھی مل جائے تو گھر لے جاؤں گا لیکن اس بات کا اظہار حیاء کی وجہ سے مشکل تھا لہٰذا بادل نخواستہ اجازت لیکر جب دروزاہ تک پہنچا تو مولانا صاحب نے مجھے واپس بلاکر کہا کہ اگر ایک بوری تم لے جاؤ تو خوب ہوگا۔جب شیخ الحدیثؒ حیات شیر پاؤ ہسپتال میں مرض وفات کے دوران داخل تھے تو عبدالمجید صاحب نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارہ میں استفسار فرمایا جس پر انہوں نے فرمایا کہ رائي العليل عليل "یعنی بیمار کی رائے بھی بیمار وکمزور ہوتی ہے" ملاقات کے اختتام پر اجازت لیتے وقت خلاف عادت مصافحہ کے دوران انہوں نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دیر تک روکے رکھے جس سے معلوم ہوا کہ شیخ الحدیثؒ کا دنیا سے چل چلاؤ کا وقت آگیا ہے میں نے (عبدالمجید) اسی وقت اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شیخ الحدیثؒ نے مجھ سے ہیشگی کی رخصت لے لی۔

لواحقین: افسوس مولانا عبدالمجید صاحب بھی آج ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوچکے ہیں۔عمر کے آخری ایام میں کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اکثر یہ شعر زبان پر جاری رہتا۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماهمچناں دراول وصف تو مانده ایم

آپ کے لواحقین میں تین بیٹے جناب عبدالحلیم، جناب عبداللطیف، جناب عبدالرشید، اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکبر حقانیؒ عرف گنڈھیری مولانا صاحبؒ

گزشتہ کئی ماہ سے علمی دنیا گردش دوراں میں ہے، بلا تعطل ہر ہفتہ دس روز میں کوئی نہ کوئی عظیم علمی وروحانی سپوت رخت سفر باندھ کر اہل اسلام کو داغ فراق دے رہا ہے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علامات قیامت میں گردانا ہے اللہ تعالیٰ امت کے حال پر رحم فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی ضمن میں ۲۴ فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے ایک فاضل مولانا محمد اکبر صاحبؒ کی رحلت سے حقانی برادری کو کوہ غم کا سامنا کرنا پڑا فلنصبر ولنحتسب اللھم وسع مدخلہ وبرد مضجعہ آپ نے پوری زندگی دین کی تبلیغ، نشرواشاعت اور قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں بسر کی۔مادر علمی سے آخر عمر تک اپنی وابستگی نبھاتے رہے دارالعلوم کے ابتدائی دور میں چارسدہ کے مختلف علاقوں میں اس کا تعارف اور صاحب ثروت لوگوں سے چندہ کے حصول میں بھی بھرپور خدمات انجام دیئے۔

ولادت، تعلیم، فراغت اور دینی خدمات: آپ تحصیل تنگی کے امیر آباد نامی دیہات میں الف نور صاحب کے ہاں پیدا ہوئے قومیت کے اعتبار سے اخوندزادہ خٹک تھے پانچویں جماعت تک عصری تعلیم پانے کے بعد ان کے والد نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے سہارنپور کے معروف مدرسہ مظاہر العلوم بھیجا جہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اور دیگر اساطین علم کی تربیت میں رہنے کی سعادت حاصل کی، اس مدرسہ میں آپ کا نام مولانا الیاسؒ اور مولانا زکریاؒ نے ''اکبر نور'' کے بجائے محمد اکبر قرار دیا۔بعد ازاں دارالعلوم دیوبند داخلہ لیا تقسیم ہند تک وہاں پڑھنے کے بعد پھر دارالعلوم حقانیہ کے قیام پر اکوڑہ خٹک پہنچ گئے ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہوکر دستار فضیلت حاصل کی آپ فرماتے تھے کہ جب مولانا احتشام الحق تھانوی میری دستار بندی فرما رہے تھے تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے انہیں فرمایا کہ یہ ہمارا چھوٹا شاگرد ہے اس کے لئے دعا کیجئے جس پر تھانوی صاحب نے فرمایا کہ چھوٹا تو ہے مگر کھوٹا تو نہیں۔آپ نے فراغت کے بعد تیرہ برس گل آباد کی مسجد، تیئس برس پیپل مسجد اور دس سال تک محلہ اردگان کی مسجد میں امامت کے فرائض کیساتھ ساتھ درس وتدریس جاری رکھی۔دارلعلوم ترنگ زئی میں بھی ایک عرصہ مصروف درس رہے، غرض پوری عمر دین کے نشرواشاعت میں صرف کی گزشتہ ایک سال سے علالت کی وجہ سے درس وتدریس موقوف ہوگئی تھی اس سے قبل مسلسل دینی تعلیم کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔قومی تنازعات، خانگی جھگڑوں میں ہمیشہ تصفیہ اور مصلحانہ کردار کی وجہ سے علاقہ بھر میں نمایاں مقام کے حامل رہے، سادگی اور تواضع کی بنیاد پر آخر عمر تک سائیکل ہی پر سواری کو ترجیح دیتے رہے۔

عافیت و تسکین کا جامع وظیفہ: آپؒ اکثر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا ایک خاص وظیفہ عافیت و تسکین اور روحانی بالیدگی کیلئے نقل فرماتے تھے، کہ آپؒ نے فرمایا کہ مجھے میرے استاد ولی کامل مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ سے یہ وظیفہ ملا ہے جو کہ میری طرف سے تمام مسلمانوں کو صبح وشام اس ترتیب سے پڑھنے کی اجازت ہے ان شاء اللہ پریشانی اور فتنوں کے اس دور میں بے حد مفید ہے۔

(۱): نماز میں پڑھنے والا درود شریف۔(۲): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم (۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم (٤) اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (٥) سورۃ الاخلاص (قل ھواللہ احد ......) (٦) سورۃ الفلق (قل اعوذ برب الفلق......) (٧) سورۃ الناس (قل اعوذ برب الناس) (٨) فاللہ خیر حافظاً وھوارحم الراحمین (٩) ان اللہ قد احاط بکل شئی علماً (۱۰) نماز والا درود شریف یہ تمام اسی ترتیب پر تین تین مرتبہ پڑھنا اور پھر ہتھیلیوں پر پھونک کر جسم پر پھیر دیں۔ یہ وظیفہ ان شاء اللہ مرحوم کے لئے دیگر اعمال حسنہ کی طرح صدقہ جاریہ ہوگا۔

مرحوم کا نماز جنازہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور انکے جانشین مولانا عارف صاحب نے اگلے روز ۱۱ بجے تنگی کالج کے گراونڈ میں پڑھایا، جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ کی یاد میں

مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

اہل پاکستان جن شخصیات کے زیر احسان ہیں ان میں ایک نام مولانا مفتی محمد حسنؒ کا ہے جنہوں نے ملک کے نظریاتی تشخص کی حفاظت کیلئے برصغیر کی تقسیم کے بعد یہاں مسلمانوں کی دینی ضروریات کیلئے جامعہ اشرفیہ کے نام سے قلب پاکستان لاہور میں ایک عظیم دینی یونیورسٹی قائم فرمائی یہ ادارہ گزشتہ ۷۰ برس سے زندگی کے متنوع میدانوں کیلئے عظیم رجال کار تیار کررہی ہے یہاں سے فارغ التحصیل علماء سیاسی، دعوتی، تدریسی، اصلاحی، روحانی، تصنیفی اور عصری تعلیم کے شعبوں میں بھرپور خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مفتی حسنؒ کے انتقال کے بعد اس ادارے کے روح رواں آپ کے فرزند اکبر مولانا مفتی عبیداللہ اشرفیؒ مقرر ہوئے جنہوں نے ۵۵ برس تک اہتمام کے فرائض بطریق احسن نبھائے افسوس کہ آپ مختصر علالت کے بعد بروز جمعہ ۱۱ مارچ ۲۰۱۶ علی الصبح چار بجے ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنا اخروی سفر شروع کرچکے ہیں إنا لله وإنا إليه راجعون مرحوم، بقیہ السلف، عالم، درویش مزاج، بالکل سیدھے سادھے، چہرے پر وقار اور نوری جھلک، بارعب و پراثر شخصیت کے مالک تھے آپ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی

تربیت میں رہنے والے ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو بچپن ہی میں حضرت تھانویؒ نے خلاف معمول بیعت کروایا۔ قحط الرجال اور علمی اضمحلال کے اس دور میں آپ جیسے عالم ربانی امت کے لئے مشعل راہ تھے۔ گزشتہ چند ماہ سے اساطین علم وعمل کے چل چلاؤ میں جو تیزی آئی ہے اُس سے امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستانی مسلمانوں کو بالخصوص بڑے خسارے کا سامنا ہے حدیث کے رو سے یہ صورت حال علامات قیامت میں شمار کی گئی ہے۔ بہرصورت یہ تو تقدیری فیصلیں ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں، تاہم مولانا اشرفی مرحوم کے زندگی کا سب سے اہم سبق میرے خیال میں یہی ہے کہ اکابرین کے دیئے ہوئے علمی ورثہ کو مضبوطی سے تھام کر اسے آنے والے نسلوں تک پہنچانے میں اپنی تمام تر صلاحیات بروئے کار لاکر تم نہ صرف اپنا فرض منصبی بجالاؤ گے بلکہ زندہ وجاوید بھی ہو جاؤ گے۔

دولت جاوید یافت ہر کہ نیکونام زیست　　کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

آپؒ کی مختصر سوانح کچھ یوں ہیں ۱۳۴۶ھ کو امرتسر میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت مولانا مفتی حسن امرتسریؒ حضرت تھانویؒ صاحب کے اجل خلفاء میں تھے جو امرتسر کے مدرسہ نعمانیہ کے صدر مدرس اور مہتمم تھے۔ مولانا عبید اللہؒ نے قاعدہ کا افتتاحی درس حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی پھر ناظرہ اور حفظ القرآن حضرت قاری کریم بخشؒ سے کیا صرف، نحو اور فارسیات کی کتابیں مولانا محمد یوسفؒ سے پڑھیں کافیہ سے منتہی کتب تک میں اپنے والد ماجد صاحبؒ سے کسب فیض پایا، آپکو یہ شرف بھی حاصل رہا کہ قاعدہ سے لیکر درجہ علیا کے تقریباً تمام کتب کے افتتاحی اسباق حضرت تھانویؒ سے تبرکاً پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند پہنچے جہاں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا اعزاز علیؒ، مولانا نافع گلؒ اور مولانا مفتی شفیعؒ سے پڑھ کر سند الفراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد والد صاحب کی سرپرستی میں تدریسی زندگی کا آغاز کیا تقسیم ہند تک وہیں مشغول رہے، پھر پاکستان آکر کچھ عرصہ کاروبار سے منسلک رہے بعد ازاں ۱۹۴۹ء میں جامعہ اشرفیہ میں تدریس شروع کی جو کہ وفات تک جاری رہی۔ حضرت تھانویؒ کی بھرپور توجہات کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا بڑا کام لیا آپ کے والد کے سوانح میں مرقوم ہے کہ مولانا عبید اللہ کو ابتداء میں پڑھائی کا زیادہ شوق نہ تھا جس پر مفتی صاحب نے حضرت تھانویؒ سے شکایت کی تو انہوں نے اپنی خداداد بصیرت سے یہ پیشن گوئی فرمائی کہ ”ان شاء اللہ بھاگتے بھاگتے عالم ہوجائے گا“

جامعہ دارالعلوم حقانیہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ آپکا بھرپور تعلق عمر بھر قائم رہا دارالعلوم حقانیہ کے دستار بندی کے جلسوں میں اکثر اوقات شرکت کرتے تھے خط

وکتابت کا سلسلہ بھی رہا اس سلسلہ کا ایک خط پیش ہے جس میں مولانا اشرفیؒ نے علماء دیوبند پر کیچڑ اچھالنے والے لوگوں کے تعاقب پر مولانا سمیع الحق صاحب نے توجہ دلائی۔

آپ لکھتے ہیں کہ ”اس حقیقت کو جھٹلانا نہایت مشکل ہے کہ برصغیر (جو آج مختلف حصوں میں بٹ چکا ہے) میں اسلامی علوم وفنون عقائد واعمال اور تہذیب واخلاق کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند سے لیا، یہ جماعت حقہ جس نے طویل اور صبر آزما جدوجہد کی اور مصلحان قوم اور ملت کے سرمایہ کو اغیار کے دست وبرد سے بچایا آج ایک نئی آزمائش کا شکار ہے وہ یہ کہ اس جماعت کے خلاف حریفانہ طرز عمل رکھنے والے افراد اور عناصر جنہوں نے اس مظلوم طبقہ کی تکفیر میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور حرمین تک کے علماء کو دھوکہ دینے کی کوشش کی اب تاریخی بددیانتی اور خیانت پر اترے ہوئے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش ہے کہ دیوبندی المسلک علماء انگریز کے حاشیہ نشین، آزادی کے دشمن اور ملی امور سے گریز کرنے والے تھے گویا پہلے تو عقائد واعمال کی دنیا میں کذب بیانی اور خیانت سے کام لیا جاتا تھا تو آجکل تاریخ نشانہ ستم بنی ہوئی ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس طرح وہ اس مہم میں ناکام ہوئے جسکی واضح نشانی اہل حق کا بدستور پھلنا پھولنا اور ان کے اداروں کی تعمیر وترقی ہے اسی طرح یار لوگ تازہ مہم میں بھی ناکام ہوں گے البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور بُعد ودُوری اور آپس کے الجھاؤ کو ختم کرکے اکابر کے پاکیزہ طریق کے مطابق مل جل کر دین حق کی خدمت سرانجام دیں“۔

ہم اصاغر کے ساتھ بھی ان کا تعلق عمر بھر حد درجہ مشفقانہ رہا جب بھی ہم جامعہ اشرفیہ لاہور انکے چھوٹے بھائی حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کے ہاں جاتے تو ان سے بھی ملاقات ضرور ہوتی جس میں آپ محبت وشفقت کے ساتھ ساتھ ظریفانہ انداز سے نصائح سے نوازتے تھے۔نماز جنازہ میں آپ کے بڑے بیٹے مولانا ارشد عبید صاحب نے پڑھایا جس میں ہزاروں علماء وصلحاء ان کے تلامذہ اور دیندار عوام نے شرکت کی عم محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب برادر مکرم مولانا حامد الحق، امیر جمعیۃ علماء اسلام کے پی کے مولانا سید یوسف شاہ بھی شریک جنازہ تھے، دوسرے روز حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جمعیۃ علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے ایک بڑے وفد کے ہمراہ تعزیت وفاتحہ خوانی کیلئے تشریف لے گئے۔تیسرے روز احقر بھی جماعتی وفد کے ساتھ لواحقین اور مولانا فضل الرحیم صاحب سے تعزیت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔اللھم اسکنہ فی الفردوس الاعلیٰ امین

مولانا عبیداللہ صاحب کے اولاد میں پانچ فرزند مولانا ارشد عبید، حافظ احمد، حافظ اسعد، حافظ اجود، امجد اور دو بچیاں ہیں۔

مولانا حذیفہ وستانوی *

مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل

اللہ رب العزت کا ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے، اس لیے کہ اس رب کریم نے ہمیں محض اپنی فضل و کرم اور اپنی خصوصی عنایتوں سے اپنے دین متین کی آبیاری کے لیے منتخب کیا، حالاں کہ اللہ رب العزت تو سراپا بے نیاز اور غنی ہے، اس کو کسی کی حاجت و ضرورت نہیں، اگر وہ چاہے تو بغیر کسی سبب کے بھی اپنی دین کی حفاظت کرسکتا ہے، مگر دنیا کے دارالاسباب ہونے کی وجہ سے اللہ نے بھی دین کی حفاظت کے لیے اسباب مہیا کئے۔ اس کا کوئی یہ مطلب ہرگز نہ نکالے کہ اللہ اسباب کے اختیار کرنے کا (العیاذ باللہ) مکلف ہے کیوں کہ اگر وہ چاہے تو بغیر اسباب و وسائل کے بھی دارالاسباب ہونے کے باوجود اپنی مشیت کو نافذ کردے، جس کی ہزاروں امثلہ، صفحات تاریخ پر موجود ہے، ہاں البتہ بندے کے لیے اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے، اس کو تو اس کے بغیر چارۂ کار نہیں لہٰذا اگر خدا نا خواستہ ہم دین متین کی حفاظت نہ بھی کریں تب بھی اللہ کے دین پر کوئی آنچ آنے والی نہیں ہے، ہمیں اپنے آپ کو خوش قسمت گردانا چاہیے کہ بغیر کسی مطالبہ کے رب ذوالجلال والاکرام نے ہمیں دین کی حفاظت کے لیے منتخب کیا؛ اب اگر ہم نے اس کی قدر نہیں کی تو یا تو اللہ رب العزت ہمیں ختم کر کے دوسری نسل یا قوم سے اپنے دین کی حفاظت کا عظیم کام لے لے گا اور اگر وہ چاہے تو بغیر کسی کے تعاون اور بغیر کسی سبب کے خود ہی اپنے دین کی حفاظت کریگا۔ اللہ ہمیں صحیح طور پر حصول علم کے لیے محنت اور اس پر اخلاص کیساتھ عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ یہ دنیا دارالاسباب ہے اور بندہ اسباب کو اختیار کرنے کا مکلف ہے، جب ذات باری تعالیٰ عدم احتیاج کے باوجود بندوں کی تعلیم کے لیے اسباب اختیار کرتے ہیں تو بندہ تو بدرجۂ اولیٰ اس بات کا مجاز ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی ترقی یا تنزلی کے اسباب کو معلوم کرے اور ترقی کے اسباب اختیار

---

* جامعہ اکل کوا، ہندوستان

کر کے اپنی فطرت کو تسکین دے اور تنزلی کے اسباب سے اجتناب برتے۔ تو آئیے! اب ہم انحطاط علمی کے

اسباب کو معلوم کریں اور ان اسباب سے اجتناب کی بھرپور کوشش کریں، کیوں کہ بندے کے بس میں یہی ہے کہ وہ اسباب ترقی کو معلوم کرے اور اسے اپنائے اور اسباب تنزلی کو معلوم کرکے اس سے اجتناب کرے۔
اللہ ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے اور قدم قدم پر ہماری نصرت اور تائید کرے۔ آمین یارب العالمین!

علمی استعداد پیدا نہ ہونے کے اسباب:

(۱) نیت میں اخلاص کا فقدان (۲) علم کی حقیقت، مقصد، ہدف مصدر اور تقسیم سے ناواقفیت (۳) علم کے مطابق عمل کا نہ ہونا (۴) جہد مسلسل کی ناپیدگی (۵) ادب کا فقدان (۶) سنن مستحبات اور فرائض سے اعراض (۷) وقت کو صحیح استعمال میں نہ لانا (۸) اخلاق حمیدہ سے فرار (۹) صحیح توجہ اور طلب کا فقدان (۱۰) ادائیگی حقوق سے صرف نظر (۱۱) مطالعہ کی قلت (۱۲) کھیل کود سے دلچسپی (۱۳) موبائل میں انہماک (۱۴) اساتذہ کی غیبت (۱۵) فسادانہ ذہنیت (۱۶) بازاروں کے طواف (۱۷) بروں کی صحبت (۱۸) متکبرانہ اور عناد پسند ذہنیت (۱۹) انتظامیہ سے بے جا گلہ (۲۰) سہولت پسندی (۲۱) ذہنی و جسمانی صحت کا خیال نہ رکھنا۔ (۲۲) زیب وزینت کی عادت۔

(۱) نیت میں اخلاص کا فقدان: کسی بھی عمل میں ترقی اور قبولیت کے لیے نیت کا درست ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إنما الأعمال بالنيات (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے) یعنی اگر کسی بھی عمل میں نیت صحیح ہوگی تو ثواب ملے گا اور ترقی ہوگی اور اگر نیت درست نہ ہوگی تو نہ ثواب حاصل ہوگا اور نہ ترقی۔ لہٰذا ہمارے طلبہ اور ان کے والدین کو حصول علم کے وقت رضائے الٰہی کی نیت کرنی چاہیے۔ حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طلب علم کے واقعہ کو بیان کیا جس میں خاص طور پر ان کے والد محترم کی نیت کو بیان کیا ہے کہ گویا ان کی علمی قابلیت کے پیچھے ان کے والد صاحب کی نیت کو بڑا دخل تھا، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ مگر افسوس کے آج نہ پڑھنے میں دل لگتا ہے، نہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ نیت کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

(۲) علم کے مالہ وماعلیہ سے ناواقفیت: علم یہ جہل کی ضد ہے۔ علم کی لغوی تعریف: "ادارک الشیء علی ما ھو علیہ إدراکا جازما" (کتاب العلم) یعنی کسی چیز کی حقیقت کا یقین کے ساتھ ادراک کرنا اور جاننا۔ اور بعض نے کہا: "الصورة الحاصلة في الذہن" ذہن میں سمانے والی کوئی بھی صورت۔

اقسام علم: محمد بن صالح سلمی اپنی مایہ ناز تصنیف لطیف ’منہج کتابۃ التاریخ الاسلامی میں تحریر فرماتے ہیں: علم کے معنی عام کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: علم نظری وعلم عملی۔

علم نظری کہتے ہیں: صرف اشیاء کے ظاہر کے جاننے کو جیسے موجودات عالم کا علم۔

علم عملی کہتے ہیں: وہ علم جس پر عمل کرنا ضروری ہو۔ اگر عمل ہو تو ہی مکمل ہوتا ہے جیسے عبادات کا علم، شریعت کا علم۔

علم کی ایک اور تقسیم: علم شرعی اور علم غیر شرعی۔

علم شرعی: شریعت مطہرہ کو جاننے کا کہا جاتا ہے۔

علم غیر شرعی: شریعت کے علاوہ دیگر چیزوں کی معلومات کو کہا جاتا ہے۔

علم شرعی کی تقسیم: علم شرعی کی حکم کے اعتبار سے دو قسمیں: ’’فرض علی الکفایہ‘‘ اور ’’علم شرعی فرض عین‘‘۔

’’علم شرعی فرض عین‘‘ تو کہا جاتا ہے، اس علم کو جس کا جاننا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

سب سے پہلے عقائد کا علم یعنی اللہ رسول ملائکہ جنت جہنم قیامت حشر ونشر میزان صراط حوض کوثر شفاعت تقدیر قرآن سے متعلق بنیادی اور اساسی معلومات جس سے آج امت کا بہت بڑا طبقہ نا واقف ہے، جس کی وجہ سے بے دینی اور اباحیت پسندی، فیشن پرستی، فحاشی، مداہنت، سیکولرزم، بدعات وخرافات، مغربی کلچر اور دیگر غیر اسلامی کلچر کے دلدل میں پھنسا چلا جارہا ہے۔ اللہ سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ہم سب کو محفوظ رکھے۔

اسی طرح عبادات مفروضہ کا علم۔ مثلاً نماز وروزہ کے فرائض، واجبات، سنتیں مستحبات، مکروہات، مفسدات وغیرہ۔ اگر مالدار ہے تو زکوۃ اور حج کے ضروری مسائل اگر تاجر ہے تو اسلام کا طریقۂ تجارت اور لین دین کے مسائل۔ اگر ملازم اور مزدور ہے تو کرایہ کے مسائل۔ اگر طالب علم ہے تو طلب علم کے مسائل وغیرہ؛ یہ تو ہوا وہ علم جو فرض عین ہے۔

’’فرضِ کفایہ‘‘ یعنی مسافت سفر کے برابر علاقہ میں اس علاقہ کے ایک آدمی کا ابواب شریعت سے متعلق تمام ضروری اور اہم مسائل کا جاننا ضروری ہے؛ ورنہ پورے علاقہ کے مسلمان گنہگار ہوں گے۔ آج دنیا میں کتنے ایسے خطے ہیں جہاں دور دور تک کسی مسائل بتانے والا کا کوئی اتا پتا نہیں۔

یہ بات ہمیشہ ملحوظ رہے کہ قرآن وحدیث میں جس علم کی فضیلت بار بار آئی ہے، وہ علم شرعی ہے؛

جیسا کہ امام ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں اور دیگر محدثین وفقہاء نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ ہاں! البتہ جو علوم علم شرعی کے لیے وسائل کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ اس فضیلت سے خارج نہیں؛ مثلاً علم نحو، علم صرف، علم بیان، علم بلاغت، علوم عربیہ وغیرہ؛ مگر علوم معاش اس میں داخل ہی نہیں۔

علوم کی ایک تقسیم حق وباطل کے اعتبار سے بھی ہے: ''علوم حقہ'' اور ''علوم باطلہ''۔ علوم حقہ مثلاً علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وغیرہ؛ اور علوم باطلہ جیسے علم سحر، علم شعبدہ، علم نجوم وغیرہ۔

اسی طرح علم کی ایک تقسیم نفع اور ضرر کے اعتبار سے بھی ہے: ''علوم ضارہ'' اور ''علوم نافعہ''۔ ہر وہ علم جس کے ذریعہ باطل طریقہ یا باطل نیت وارادہ سے دنیا طلبی یا جاہ طلبی مقصود ہو، وہ علم ''علم ضار'' ہے۔ اور جس سے رضائے الٰہی کا قصد وارادہ اور شرعی طریقہ ہو اور اس پر عمل ہو تو ''علم نافع'' ہے۔

خلاصہ یہ کہ فضائل کا حامل وہی علم ہے جو حق ہو، شرعی ہو، نافع ہو اور جس پر عمل ہو۔

اب ذرا ہم اپنے معاشرۂ علما اور طلبہ پر ایک اُچکتی نگاہ ڈالیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ اس وقت ہماری کیا کیفیت ہے؟ جاہ طلبی اور دنیا طلبی ہم پر مستولی ہو چکی ہے؛ اللہ ہمیں صحیح ہدایت دے اور دنیا وآخرت میں اپنی گرفت اور پکڑ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

امام ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں: اگر بندے نے سب کچھ جان لیا اور ہر چیز کی معرفت حاصل کر لی، مگر اپنے پروردگار اور پالنہار کی معرفت نہیں حاصل کی، تو سب کچھ لاحاصل اور بے سود ہے۔ اور اگر اس کو دنیا کی ساری نعمتیں، لذتیں اور شہوتیں حاصل ہو جائے، مگر اللہ کی محبت اور اس کی ملاقات کا شوق اور اس کے دیدار کا جذبہ حاصل نہ ہو، تو یہ سب بھی بے فائدہ اور لایعنی ہے۔ گویا اسے عارضی لذتیں حاصل ہوگئی ہو اور دائمی لذتوں سے محروم اور نامراد ہوا۔ اللہ ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین! (اغاثۃ اللفھان: ۶۸/۱)

مقصد ومنتہائے علم: علم کے حصول کا مقصد ہی اللہ کی عبادت کا صحیح شرعی طریقہ جاننا، پھر اس پر عمل کر کے حق وباطل کے درمیان تمیز کرتے ہوئے پوری زندگی خود بھی اور دوسروں کو بھی اللہ کی مرضیات کے راستہ پر لانے کی کوشش کرنا اور اس کے غضب وعقاب والے راستوں سے خود بھی اور دوسروں کو بھی روکنا۔ اللہ ہمیں علم کے مقصد کو سمجھنے کی اور پھر اسے اپنی زندگی میں صحیح معنی میں اُتارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

امین مصریؒ فرماتے ہیں: علم کی شان یہ ہے کہ اس کے پاس ایمان نہ ہو تو ایمان اندر داخل ہوتا

ہے اور اس میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اور جب ایمان میں استحکام پیدا ہوتا ہے تو عمل پر بندہ آمادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر علم پر عمل نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ علم بھی ناقص اور ایمان بھی کمزور ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کی مذمت: ''مثل الذین حُمّلوا التوراۃ'' والی آیت کریمہ میں کی ہے اور بتایا کہ علم پر عمل نہ کرنے والے کی مثال، اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں۔ یعنی گدھے کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ گویا قرآن نے بے عملی پر ایسے شخص کو گدھے جیسے رذیل جانور سے تشبیہ دی۔ اگر غیر حمیت اور انسانی شرافت ہو تو آدمی اس سے عار اور سبق حاصل کر سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسے شخص کے لیے جو علم پر عمل نہ کرے اور تحصیل علم کے زمانے میں دنیا کمانے کی نیت کرتا ہو تو ایسوں کے لیے سخت ترین وعید سنائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص نے علم دین کو اس لیے حاصل کرنے کا ارادہ کیا کہ اس کے ذریعہ دنیا کمائے گا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا''۔ (مسند احمد مستدرک حاکم اقتضاء العلم العمل ۶۵/)

یہ بڑی سخت وعید ہے۔ ہم طلبہ وعلماء کے معاشرے کو اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اپنے علم کے ذریعہ آخرت کی فکر اور تیار کرنے کی نیت اور اس کے لیے کوشش کرنا ضروری ہے۔ اللہ ایسی سخت وعیدوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

علم کا مصدر وحیِ الٰہی: علم حقیقی صرف اور صرف وہی ہے جو وحی کی صورت میں انسانوں کی ہدایت کے لیے منجانب اللہ حضرت جبرئیل کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء پر نازل ہوا؛ جس کی تعلیم وتعلم کی اللہ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی؛ باقی سب محض ظنیات ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے اور خوب جد وجہد اور محنت سے حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ ہمیں علم کے خاطر مر مٹنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حصول علم کے وسائل: اللہ رب العزت نے چوں کہ انسان کو علم ہی کی وجہ سے امتیاز بخشا ہے، تو اس کو حصول علم کے ذرائع بھی عطا کیے، اللہ کا فرمان ہے: واللہ أخرجکم من بطون امھتکم لا تعلمون شیئا: اللہ نے تم کو اپنی ماؤں کے پیٹ سے اس حال میں پیدا کیا کہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے، مگر تمھیں کان، آنکھ اور دل دیا، تا کہ تم شکر بجالاؤ۔ ایک جگہ پر ارشاد فرمایا: ''وہی ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمھیں کان، آنکھ اور دل دیئے؛ تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور ایک جگہ پر فرمایا: یقیناً کان، آنکھ، دل، سب کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی۔